
ریحان احمد
خود سے ملاقات
ذاتی سفر کے شعری مراحل

خود سے ملاقات

ذاتی سفر کے شعری مراحل۔

تحریر: ریحان احمد

پہلا ایڈیشن: جولائی 2026

Email: racontentc@gmail.com

Facebook Page: RA Idea Content Creator

ISBN: Add when you register

انتساب

ان تمام لوگوں کے نام

جو شیشے کی طرح نازک ہیں

پر ٹوٹتے نہیں

جو خاموش ہیں

پر بولتے نہیں

جو تنہا ہیں

پر اکیلے نہیں

دیباچہ / تعارف

یہ صفحات میرے ذاتی روحانی سفر کے وہ پڑاؤ ہیں جو شعری زبان میں ڈھل گئے۔
یہ محض شاعری نہیں، بلکہ اپنے آپ سے شروع ہونے والے ایک ایسا سفر کا بیان ہے جو
آخر کار رب کائنات تک پہنچتا ہے۔

جدید زندگی کی مصروفیات میں ہم اکثر خود سے کٹ جاتے ہیں۔
اپنے آپ سے بات چیت ختم ہوجاتی ہے۔ اور جب ہم خود سے ہی بیگانہ ہوجائیں تو اپنے
پیدا کرنے والے رب واحد سے کیسے جڑ سکتے ہیں؟ یہ کتاب اسی کشمکش کا اظہار ہے پہلے خود
کو پہچاننے کی کوشش، پھر اس پہچان کے ذریعے اپنے پیدا کرنے والے رب واحد کو۔

تلاش کرنے کا سفر
جیسے شیشہ روشنی کو منعکس کرتا ہے، ویسے ہی انسان کا دل خدا کی نور کو۔

مگر اس کے لئے پہلے شیشہ (دل) صاف ہونا چاہیے، عکس واضح ہونا چاہیے۔ یہی خود شناسی ہے

اس مجموعے میں آپ تین مراحل کا مشاہدہ کریں گے:

پہلا مرحلہ: خود سے ملاقات
اپنے عکس کو آئینے (دل) میں دیکھنا، اپنی نزاکت اور طاقت دونوں کو سمجھنا۔

دوسرا مرحلہ: دوسروں سے رابطہ
محبت ہمیشہ ایک پاکیزہ رشتہ کا نام ہے، اور اس پاکیزہ رشتے کو انسان کوئی بھی نام دے سکتا ہے۔ اسی بنیاد پر وہ کسی سے تعلق بنا سکتا ہے۔

تیسرا مرحلہ: خدا سے رشتہ
خود کو پہچاننے کے بعد اس خالق حقیقی کو پہچاننا جس نے سب کچھ تخلیق کیا۔

ہر نظم، ہر غزل اس سفر کا ایک قدم ہے۔ "یہ کتاب کوئی فلسفہ کی نہیں ہے بلکہ خاموش، بے ساختہ دل سے نکلے ہوئے الفاظ ہے۔ شاید میرے یہ الفاظ خود سے بات چیت خدا واحد لاشریک سے دعا یا گفتگو بن جائے

یہ سفر ایک نہ ختم ہونے والا سفر ہے۔ ہم ہر لمحہ خود سے ملتے ہیں، ہم ہر لمحہ مالک حقیقی کو ڈھونڈتے ہیں۔ یہ صفحات اس مسلسل تلاش کے چند لمحے ہیں۔۔

اگر آپ بھی خود سے پوچھتے ہیں: "میں کون ہوں؟" — تو سمجھ لیجیے، "میں" ہی وہ دروازہ ہے جو خود شناسی سے خدا شناسی تک لے جا سکتا ہے۔ وہی یہ "میں "انا- غرور-تکبر کا خطرناک پردہ بھی بن سکتا ہے۔

اللہ ہمارا سفر کا کامیاب کرئے آمین

ریحان احمد

صفحہ نمبر	فہرست	باب
	حصہ اول: آئینے میں جھانکنا	
11	• شیشہ حیات	
13	• خود کا عکس	
15	• خاموش گفتگو	
16	• خودداری کا سبق	
18	• خودی میں تنہائی	
20	• آگیا ہوں محفل اس خیال سے	
22	• مجھ کو شاعر نہ سمجھو اس خیال سے	
24	• اہلِ دل کا طریقہ	
26	• پردہ داری	
29	• میں تنہا جلتا رہا	
31	• زخم بھی گواہ ہیں	
33	• چپ رہنے کا فن	
35	• کچھ کہوں تو سمجھتا کوئی نہیں	
37	• میں اور میرا سایہ	

حصہ اول: آئینے میں جھانکنا

شیشۂ حیات

ہر چہرے پہ ہے چھپا ہوا اک عکس شیشے کا
کوئی دکھاتا ہے روپ، کوئی ہے عذاب شیشے کا

وہی ہے باقی جو ہے گزارا آگ میں سے
جلتا رہتا ہے جو، ہے وہی انتخاب شیشے کا

ذرا سی ٹھیس میں بکھر جاتے ہیں خواب سارے
یہ دل بھی کر لیا ہم نے حساب شیشے کا

سچائی بول دی تو ہاتھ لہو لہان ہوئے
یہ شہر مانگتا ہے بس جواب شیشے کا

بھروسہ اب کسی وعدے پہ ہم نہیں کرتے

کہ دیکھ لیا ہے انجام خواب شیشے کا

جو ٹوٹ کر بھی چمکتا رہا وہی قیمتی ہے

ہر ایک ٹکڑا نہیں ہوتا جناب شیشے کا

اس عہد میں ریحان سنبھل کر قدم رکھنا

یہ راستہ بھرا پڑا ہے عذاب شیشے کا

خود کا عکس

کبھی جو دیکھا دل میں اپنا عکس
نظر آیا مجھے ہی اپنا عکس

زمانہ ڈھونڈتا رہا عیب میرے
میں دیکھتا رہا فقط اپنا عکس

نہ چہرہ بولتا ہے نہ آوازیں
خاموشی میں بھی ہے گہرا اپنا عکس

جو سچ سے آنکھ ملا نہ سکے
وہ کیا سمجھے گا کبھی اپنا عکس

زمانہ آئینہ دکھاتا ہی رہا

مگر سمجھ نہ سکا کوئی اپنا عکس

ریحانؔ جب دل صاف ہوا تو دیکھا

رب کی رحمت میں بھی ہے اپنا عکس

خاموش گفتگو

کچھ کہہ دیا تو فاصلے بڑھ جائیں گے
نہ کہا تو دل میں فیصلے رہ جائیں گے

خاموشی بھی ایک طرح کی بات بنی
لفظ ٹوٹیں گے تو معنی رہ جائیں گے

ہم نے چاہا ہے سنبھل کر چاہنا
ورنہ وعدے بھی بکھر جائیں گے

وہ سمجھتا ہے تو سب کہہ دیا ہم نے
ورنہ لفظوں میں بہانے رہ جائیں گے

خود سے ملاقات

ریحان، یہ دل ہے کوئی کاغذ نہیں

لکھ دیا تو نشاں رہ جائیں گے

خودداری کا سبق

ہم اتنے بھی بے قیمت نہیں

کہ ہر راہ چلتا سے اپنی قیمت پوچھے

خاموش رہتے ہیں تو کمزور نہ سمجھنا

ہر بولنے والا کہاں معنی خیز ہوتا ہے

ہم نے سیکھا ہے خود کو سنبھال کر رکھنا

ہر ہاتھ کے سپرد نہیں یہ دل سونپے

وقت نے بتایا ہے رشتوں کی حقیقت
کون ساتھ نبھائے، کون بس وعدے اوڑھے

ہم نے آئینے سے بھی سچ ہی سنا ہے
ہر عکس ضروری نہیں کہ خوبصورت ہو

ریحان، خودداری ہی اصل دولت ہے
ورنہ بازار میں ہر شے کی بولی لگتی ہے

خودی میں تنہائی

خودی میں ڈوبا تو یہ راز کھل کے سامنے آیا

ہجوم تھا چار سو مگر دل کو اکیلا پایا

میں ڈھونڈتا رہا خود کو لوگوں کی محفل میں

مگر جواب میں نے اپنی خاموشی میں پایا

یہ کیسی آگ تھی جو جلتی رہی اندر ہی اندر

نہ دھواں دکھائی دیا، نہ کوئی شعلہ نظر آیا

ہمیں سکھایا گیا تھا کہ خودی ہی سب کچھ ہے

خودی کے بت کو توڑا تو حق نظر آیا

خود سے ملاقات

یہاں ہر شخص خود اپنی ہی خودی میں گم ہے

کوئی قریب رہ کر بھی دل میں نہ سمایا

اپنی خامیوں پر جب نظر پڑی

خودی کا بت نکل کر سامنے آیا

تنہائی بھی اک نعمت ہے اہلِ فکر کے لیے

اسی میں ڈوبے تو خود کو پایا

نہ نام کی طلب رہی، نہ شہرت کا کوئی شوق

جب خود کو کھو دیا تو اصل میں خود کو پایا

ریحانؔ یہ دنیا بس اک لمحے کا سایہ ہے

جو خود میں اترا، اس نے ہی خود کو پایا

آگیا ہوں محفل اس خیال سے

آگیا ہوں محفل اس خیال سے

شاید مل جائے کوئی دل کے سوال سے

ہم نے تو چپ کو ہی اوڑھ لیا برسوں سے

لوگ پہچان گئے ہمیں ہمارے حال سے

روشنی ڈھونڈی تھی اپنے ہی وجود کے اندر

لوٹ آئے ہیں مگر ایک نئے ملال سے

یہ جو خاموش سا دریا ہے مرے سینے میں
کتنی آوازیں گزرتی ہیں اسی جال سے

ہم نے دنیا کو سمجھنے کی بہت کی کوشش
پر حقیقت نہ ملی صرف احتمال سے

دل نے سیکھا ہے جھک جانا دعا کی صورت
کیا ملا ہے کسی کو صرف کمال سے

ریحانؔ محفل میں آکر بھی تنہا ہی رہے
فرق کم ہوتا ہے اکثر ہجوم و زوال سے

مجھ کو شاعر نہ سمجھو اس خیال سے

مجھ کو شاعر نہ سمجھو اس خیال سے
بات نکلی ہے بس دل کے حال سے

میں نے لفظوں کو کبھی زینت نہیں سمجھا
جو کہا ہے کہا دل کے ملال سے

لوگ معنی کی تلاش میں نکل پڑے
میں نے باتیں کہیں صرف احتمال سے

دل نے دیکھا ہے زمانے کے کئی رنگ
سیکھا جینا بھی اسی اتار چڑھاؤ سے

ہم تو خاموش رہے اپنی حدوں میں
شور اٹھتا رہا دنیا کے سوال سے

ریحانؔ یہ شعر و سخن میرا ہنر نہیں
بات نکل آتی ہے دل کے خیال سے

اہلِ دل کا طریقہ

اہلِ محبت کا یہی طریقہ رہا زمانے سے
خاموشی میں بھی اک قصہ رہا زمانے سے

لب نہ بولیں تو بھی اثر رکھتے ہیں
ان کی ہر ادا جدا، ہر انداز نرالا رہا

نہ دکھایا کبھی دردِ دل کسی کو
ہر زخم کو دل ہی میں رکھا

چہروں پر خوشیوں کا نقاب سجا لیتے ہیں
اور اندر طوفانوں کو چھپا لیتے ہیں

نہ طلب نام کی، نہ چاہِ شہرت کی
ان کا ہر نقش بس خاموش سا رہا

لوگ کہتے رہے کمزور انہیں
مگر اندر وہی تو قوی رہا

اہلِ محبت نے یہی سکھایا ہے
عزت کے ساتھ جینا ہی راستہ رہا

وہ جو ٹوٹا تو بکھرا نہیں کبھی
ٹوٹ کر اور بھی سنبھلتا رہا

خود سے ملاقات

ریحانؔ اہلِ محبت کی محفل میں

ہر نظر میں چھپا اک طوفاں رہا

پردہ داری

پردہ داری اک ہنر ہوتا ہے

ہر ایک اس ہنر میں ماہر نہیں ہوتا ہے

راز سینوں میں ہی اچھے لگتے ہیں

زخموں کو دکھانا ضروری نہیں ہوتا ہے

وہ اہلِ ظرف ہوتے ہیں جو چھپا لیتے ہیں

اپنی تکلیفوں پر بھی مسکرا لیتے ہیں

لوگ تو تماشا دیکھنے کو بیٹھے ہیں
یہاں درد سنانا ضروری نہیں ہوتا ہے

کچھ رشتے خاموشی سے ہی نبھ جاتے ہیں
جذبوں کو جتانا ضروری نہیں ہوتا ہے

پردہ داری میں بھی اک سکون ہوتا ہے
جب انسان خود کو خود میں سمیٹ لیتا ہے

نہ خوشی کا شور، نہ غم کا اعلان
یہی انداز انسان کو مضبوط بناتا ہے

جو خود کو سنبھال لے خاموشی کے ساتھ

وہی اصل میں راج کر پاتا ہے

ریحانؔ یہ دنیا بڑی نازک ہے

یہاں ہر سچ کو ظاہر کرنا ضروری نہیں ہوتا ہے

میں تنہا جلتا رہا

میں تنہا جلتا رہا، کوئی دھواں بھی نہ تھا
یہ کیسا درد تھا جس کا بیاں بھی نہ تھا

سبھی چراغ بجھائے گئے ہوا کے ڈر سے
میں اپنے زخم لیے بے اماں بھی نہ تھا

وہ ساتھ تھا تو مگر ساتھ سا نہیں لگتا
میں پاس ہو کے بھی اُس کے کہاں بھی نہ تھا

کچھ اس طرح سے زمانہ بدل گیا ریحان
میں آئینہ تو تھا لیکن عیاں بھی نہ تھا

میں جل رہا تھا اندھیروں کے بیچ برسوں سے
مگر یہ شہر مرا پاسباں بھی نہ تھا

نہ چیخ پایا، نہ آنکھوں نے ساتھ دیا میرا
میں ٹوٹتا تو رہا، پر گراں بھی نہ تھا

میں تنہا جلتا رہا، یہ بھی عجیب سچ ہے
کسی کو علم تھا لیکن گماں بھی نہ تھا

زخم بھی گواہ ہیں

زخم بھی گواہ ہیں اس سفر کی راہ کے
ہم بھی گزر چکے ہیں وقت کی نگاہ سے

لوگ پوچھتے رہے حال دل کا بارہا
ہم نے بات کہہ دی صرف ایک آہ سے

چوٹ جب لگی تو یہ راز بھی کھل گیا
آدمی پہچانا جاتا ہے گناہ سے

وقت نے سکھا دیا صبر کا ہنر ہمیں
دل سنبھل گیا ہے ہر نئی تباہ سے

ہم نے خود کو ڈھونڈا اپنی ہی تلاش میں

مل گئے جواب کچھ اپنی ہی نگاہ سے

ریحانؔ یہ زندگی آزمائشوں کا در ہے

سچ نکل ہی آتا ہے دل کی ہر گواہ سے

چپ رہنے کا فن

میں شور میں بھی چپ سا ہوں
اور چپ میں بہت کچھ کہتا ہوں

جو اپنا دُکھ ہنسی میں چھپائیں
میں اُن آنکھوں کو پہچانتا ہوں

میں تنہا ہوں، پر بکھرا نہیں
اپنوں کے ہر زخم کو دل سے لگاتا ہوں

جو خواب ڈرتے ہیں نیندوں میں آکر
میں اُن خوابوں کو جاگتے میں دیکھتا ہوں

محفل میں بھی تنہائی ہوں
اور تنہائی میں بھی محفل ہوں

ہر بات کا مفہوم نہیں ہوتا
میں کچھ نہ کہہ کر بھی گہرا ہوں

یہ وقت مجھے زخم دے کر گیا
میں پھر بھی خود میں ٹھہرا ہوں

کچھ کہوں تو سمجھتا کوئی نہیں

کچھ کہوں تو سمجھتا کوئی نہیں
نہ کہوں تو شکوہ ہے نہ کہنے کا

دل میں ہیں اپنوں کے زخم بے شمار
اور الزام بھی ہے ہمیں سہنے کا

ہم نے چاہا تھا بس سچ کی روشنی
پر ہر سو تھا ہنر بس بہکنے کا

آئینہ بن کے کھڑے تھے ہم مگر
قصور ٹھہرا ہمیں ہی دکھانے کا

ہم نے خاموشی کو ڈھال بنا لیا
دل نہیں تھا ہر ایک کو کہنے کا

جو قریب تھے وہی دور ہو گئے
یہ بھی اک انداز ہے زمانے کا

اے رب، تو ہی گواہ ہے نیتوں کا
حوصلہ دے سچ پہ قائم رہنے کا

ریحان، اب شکوہ بھی چھوڑ دیا
فن سیکھ لیا ہے چپ رہنے کا

میں اور میرا سایہ

میں اور میرا سایہ اکثر ساتھ چلتے ہیں
مگر عجیب ہے کہ ہم دونوں کم ہی ملتے ہیں

دن کی روشنی میں وہ میرے ساتھ رہتا ہے
رات کی تنہائی میں کہیں کھو سا جاتا ہے

میں ہنستا ہوں تو وہ بھی مسکرا دیتا ہے
مگر میرے درد پر وہ خاموش رہتا ہے

لوگوں کے درمیان میں خود کو چھپا لیتا ہوں
اور میرا سایہ سب کچھ سچ سچ کہتا ہے

میں نے چاہا کبھی اس سے دور ہو جاؤں

مگر وہ ہر موڑ پر میرا انتظار کرتا ہے

یہ کیسا رشتہ ہے جو ٹوٹتا نہیں

میں بدل جاؤں تو بھی وہ بدلتا نہیں

کبھی وہ مجھ سے آگے نکل جاتا ہے

کبھی میرے پیچھے ہی رہ جاتا ہے

میں نے ایک دن اس سے یہ سوال کیا

کیا وہ میرا سایہ ہے یا میرا آئینہ؟

اس کے جواب سے حقیقت سمجھ میں آئی

میں خود سے بھاگ رہا تھا، وہ مجھے دکھا رہا تھا

ریحانؔ یہ زندگی اک سفرِ باطن ہے

جہاں سایہ ہی انسان کو خود سے ملاتا ہے

گمنامی

نام میں کیا رکھا ہے

یہ تو بس ایک شناخت ہے

کسی کو پکارنے کا

ایک آسان سا راستہ ہے

کل کوئی اور نام ہوگا

کل کوئی اور صدا دے رہا ہوگا

وقت کے ساتھ

یہ سب بدلتا رہتا ہے

ہم نے دیکھا ہے

نام بڑے ہو جاتے ہیں

مگر دل چھوٹے رہ جاتے ہیں

اور کبھی

کوئی گمنام سا انسان

خاموشی سے دلوں میں جگہ بنا لیتا ہے

جو نام تمہیں اچھا لگے

اسی نام سے پکار لو ہمیں

ہمیں اس سے کیا غرض

کہ دنیا ہمیں کس لقب سے یاد کرے

ہم نے تو بس

اپنی خاموشی کو ساتھی بنایا ہے

اور اپنے سفر کو

اپنی پہچان

اگر یاد رکھنا ہو

تو کردار سے یاد رکھنا

ورنہ نام تو

ہوا کے ساتھ بکھر جاتے ہیں

ہمیں بس اتنا ہی کافی ہے

کہ ہم اس ہجوم میں بھی

گمنام رہیں

کیونکہ اکثر

گمنامی میں ہی

انسان خود کو پا لیتا ہے

اپنا اپنا مقام

اپنا اپنا منصب ہے

اپنا اپنا مقام

کوئی چراغ بن کر

راستوں کو روشن کرتا ہے

کوئی سایہ بن کر

تھکے قدموں کو سکون دیتا ہے

کوئی لفظ بن کر

دلوں کو جوڑ دیتا ہے

اور کوئی خاموشی میں

زندگی کا سبق سکھا دیتا ہے

یہ دنیا ایک وسیع کارواں ہے

جہاں ہر شخص اپنی جگہ پر اہم ہے

کوئی پہاڑ کی طرح مضبوط

کوئی دریا کی طرح رواں

کوئی سوچ میں گہرا

کوئی عمل میں روشن

ہم اکثر

اپنا موازنہ دوسروں سے کرتے ہیں

اور بھول جاتے ہیں

کہ ہر روح کا راستہ الگ ہوتا ہے

ہر انسان

ایک الگ کہانی ہے

ایک الگ سفر

کسی کو شہرت ملتی ہے

کسی کو خاموشی

کسی کو ہجوم کی داد

کسی کو تنہائی کی حکمت

مگر حقیقت یہی ہے

کہ ہر شخص

اپنے حصے کی روشنی لے کر آتا ہے

اس لیے نہ کسی کو کم سمجھو

نہ خود کو زیادہ

کیونکہ اس وسیع نظام میں

ہر ایک کا

اپنا اپنا منصب ہے

اور اپنا اپنا مقام

ہم ایسی بستی کے باسی ہیں

ہم ایسی بستی کے باسی ہیں
جہاں لوگ جا کر بھی انجان رہتے ہیں

چہرے تو ہر سو نظر آتے ہیں مگر
دل اپنے حال سے ہی ویران رہتے ہیں

باتیں بہت ہیں یہاں ہر اک کے پاس
مگر سچ کے لب اکثر بے زبان رہتے ہیں

رشتے بھی بنتے ہیں مطلب کی حد تک
پھر وقت کے ساتھ سب بے نشان رہتے ہیں

ہم نے بھی چاہا تھا اپنوں کا ہجوم

مگر خود میں ہی اکثر ہم تنہا رہتے ہیں

کوئی تو ہو جو سمجھ لے خاموشی کو

یہاں لفظ بھی اکثر بے معنی رہتے ہیں

ریحانؔ یہ کیا حال ہو گیا ہے ہمارا

لوگ قریب ہو کر بھی انجان رہتے ہیں

کچھ کھویا بھی نہیں

کچھ کھویا بھی نہیں ہم نے، کچھ پایا بھی نہیں
یہ کیسا سفر ہے جہاں دل نے گنوایا بھی نہیں

وہ چلا گیا تو لگا سب کچھ بکھر جائے گا
پر حیرت ہے کہ خود کو ہم نے ٹوٹا بھی نہیں

کچھ خواب ادھورے رہے، کچھ آنکھوں میں ٹھہرے
نہ رویا ہم نے کھل کر، نہ مسکرایا بھی نہیں

وقت نے چپ چاپ ہمیں جینا تو سکھا دیا
پر اس نے کبھی دل سے ہنسنا سکھایا بھی نہیں

وہ یاد ہے تو ہے، پر زخم نہیں بنتی ریحان
ہم نے ہر درد کو سینے سے لگایا بھی نہیں

کچھ کھویا بھی نہیں ہم نے، کچھ پایا بھی نہیں
بس خود کو بچا لیا ہے، کچھ کمایا بھی نہیں

حصہ دوم: دوسرے آئینے

محبت کی پہچان

محبت کی پہچان لفظوں میں کہاں ہوتی ہے
یہ وہ صدا ہے جو خاموشی میں بیاں ہوتی ہے

نہ دعووں سے، نہ وعدوں سے پہچانی جاتی ہے
یہ تو فقط کردار سے آہستہ عیاں ہوتی ہے

جو ساتھ دے اندھیروں میں بنا شور کے
وہی تو اصل میں روشنی کی نشاں ہوتی ہے

نہ مطلب کی قید، نہ وقت کی کوئی شرط
یہ وہ راہ ہے جو ہر حال میں رواں ہوتی ہے

کبھی ہنسی میں چھپی، کبھی آنکھوں میں ٹھہری
محبت ہر حال میں اپنی نشاں ہوتی ہے

جو چھوڑ دے خودی کو کسی کے لیے
وہی قربانی محبت کی زباں ہوتی ہے

نہ فاصلے مٹا پاتے ہیں، نہ وقت بدلتا ہے
یہ وہ حقیقت ہے جو ہر حال میں جواں ہوتی ہے

ریحانؔ محبت کوئی دعویٰ نہیں، اک کیفیت ہے
جو دل سے نکلے تو رب کی عطا ہوتی ہے

دعوائے محبت

یوں تو دعوائے محبت سب ہی کرتے ہیں،
زندگی کا مزا تب ہے جب وہ کہے: میرا ہے

ہزار وعدے، ہزاروں قسمیں، سب اپنی جگہ
دل کو چین تب ہے جب یہ دل اُس کا ہے

ہم نے چاہا بھی تو خاموشی سے چاہا اس کو
بول اُٹھے وہ اگر، لمحہ بھی سہارا ہے

بھرے بازار میں سب اپنے ہی لگتے ہیں ریحان
اصل پہچان تب ہے جب کوئی ہمارا ہے

محبت کی صداقت

محبت کی صداقت آزمائی نہیں جاتی
یہ وہ دولت ہے جو گنوائی نہیں جاتی

جو سچ ہو دل سے، وہ اعلان نہیں کرتی
یہ خوشبو ہے، کبھی چھپائی نہیں جاتی

یہ دعویٰ نہیں کرتی وفا کا ہر پل
مگر مشکل گھڑی میں بھلائی نہیں جاتی

یہ چہرے نہیں دیکھتی، حال دیکھتی ہے
یہ آنکھوں کی نمی ٹھکرائی نہیں جاتی

اگر درد بھی دے تو شکایت نہیں کرتی
محبت میں وفا گھٹائی نہیں جاتی

یہ شور و شر سے پہچانی نہیں جاتی
یہ خاموش دعا ہے، سنائی نہیں جاتی

اے رب، ہمیں ایسی محبت عطا کر
جو وقت کے ساتھ مٹائی نہیں جاتی

ریحان، جو سچی ہو وہ ٹھہر جاتی ہے
محبت کی صداقت چھپائی نہیں جاتی

محبت کی اصل تعریف

محبت کی اصل تعریف سہارا نہیں ہوتی
یہ وہ بوجھ ہے جو کندھوں پہ گراں ہوتی

یہ ملنا بھی نہیں، بچھڑنا بھی نہیں بس
یہ دل کی کسی خاموش سزا ہوتی

جو رہ جائے تمہارے چلے جانے کے بعد
وہی اصل میں سچی وفا ہوتی

یہ دعوے نہیں مانگتی کسی سے
یہ خود اپنی دلیلِ بقا ہوتی

جو تمہیں تم سے بھی سچا کر دے
وہی جذبہ محبت کی ادا ہوتی

یہ کمزور نہیں کرتی کسی کو
یہ ٹوٹے ہوئے انسان کی دوا ہوتی

اے رب، ہمیں ایسی محبت نصیب ہو
جو نفس سے بڑی اور انا سے جدا ہوتی

ریحان، محبت صرف مل جانا نہیں
کبھی پا کر بھی مکمل نہیں ہوتی

کبھی وقت ملے تو ہمیں یاد کر لینا

کبھی وقت ملے تو ہمیں یاد کر لینا
ہم وہ پتّے ہیں جو گر کر بھی نہیں تھکے
خزاں آئے یا بہار آئے،
بس اپنے دامن میں یہ غبار نہیں تھکے

کبھی وقت ملے تو ہمیں یاد کر لینا
ہم وہ مسافر ہیں جو منزل پا کر بھی
اپنے قدموں کے نشان مٹا کر بھی
تیری گلی سے دل نہیں تھکے

کبھی وقت ملے تو ہمیں یاد کر لینا
ہم وہ چراغ ہیں جو جلا کر بھی
ہوا کے ہر تھپڑ کو سہہ کر بھی
تیرے آنگن میں اجالے کرنا نہیں تھکے

کبھی وقت ملے تو ہمیں یاد کر لینا
ہم وہ آنکھیں ہیں جو رو کر بھی
اپنے آنسو پی کر بھی
تیری خوشی کی دعا کرنا نہیں تھکے

کبھی وقت ملے تو ہمیں یاد کر لینا
ہم وہ سجدے ہیں جو گر کر بھی
اپنا سر اٹھا کر بھی
تیرے رب سے تیرا نام مانگنا نہیں تھکے

ریحان، یہ دل ہے کبھی تھکتا نہیں
تو بھول جائے تو بھول جا
مگر جب وقت ملے تو ہمیں یاد کر لینا
ہم وہ ہیں جو تجھے بھول کر بھی
خود کو بھلانا نہیں تھکے

لفظ اور خاموشی

لفظ اور خاموشی کا عجب سا رشتہ ہے
جو نہ کہہ سکے وہ خاموشی، جو کہہ دیا وہ لفظ ہے

کبھی حرفوں میں ڈھل کر دل کی صدا بنتی ہے
کبھی خاموشی ہی سب کچھ سنا دیتی ہے

ہم نے چاہا بہت کچھ لفظوں میں سمیٹیں مگر
دل کا حال اکثر خاموشی میں رہتا ہے

نہ ہر بات کو کہنا ہی ضروری ٹھہرا
کچھ راز ایسے بھی ہیں جو چھپانا بہتر ہوتا ہے

لفظ بکھر جائیں تو بے معنی ہو جاتے ہیں
خاموشی سنبھال لے تو راز رہتا ہے

کبھی آنکھوں کی نمی بول اٹھتی ہے
کبھی ہنسی کے پیچھے بھی غم چھپا رہتا ہے

یہ ہنر ہر کسی کو نصیب نہیں ہوتا
لفظ رک جائیں تو خاموشی بولتی ہے

ریحانؔ یہ زندگی بھی اک توازن کا نام ہے
جہاں لفظ کم ہوں تو خاموشی بولتی ہے

دوست وہ جو سمجھ گیا

دوست وہ جو سمجھ گیا خاموشی کے سوال کو
لفظ کم تھے مگر پڑھا اس نے دل کے حال کو

لوگ ساتھ چلتے رہے بس سفر کی رسم میں
اس نے تھام ہی لیا ڈوبتے خیال کو

درد جب چھپا لیا ہم نے مسکراہٹوں میں
اس نے دیکھ ہی لیا آنکھ کے ملال کو

وقت نے بدل دیے کتنے ہی چہرے مگر
اس نے یاد ہی رکھا دوستی کے سال کو

ہم نے خود کو کھو دیا بھیڑ کے اس شہر میں
اس نے ڈھونڈ ہی لیا میرے اصل حال کو

ریحانؔ وہی رفیق ہے جس کے پاس بیٹھ کر
دل سکون پا سکے زندگی کے جال کو

سچی محبت کا رنگ

ہم ہنستے بھی رہے
اور چپ بھی ہو جاتے تھے

زندگی کے ہر رنگ میں
ہم ایک دوسرے کے ساتھ تھے

کبھی تمہاری مسکراہٹ
میرے دن روشن کر گئی

اور کبھی میری خاموشی
تمہیں فکرمند کر گئی

ہم نے کامل محبت نہیں کی
ہم نے سچی محبت کی

جہاں خوشی بانٹی جاتی تھی
اور دکھ بھی چھپایا نہیں جاتا تھا

کبھی سب ٹھیک تھا
کبھی سب ٹھیک نہیں تھا

مگر ایک بات ہمیشہ ٹھیک رہی
وہ تمہارا ساتھ

اگر یہ رشتہ خوشی ہے
تو اس میں تھوڑی سی اداسی بھی لازم ہے

کیونکہ جو دل سے جڑا ہو
وہی دل کو چھو کر درد بھی دے

اور پھر بھی
میں ہر دن یہ مانتا ہوں

خوشی ہو یا اداسی
تم میری سب سے خوبصورت حقیقت ہو

وہ شخص جو بدل گیا

رشتوں میں اگر فاصلہ بڑھ جائے کبھی

تو ہم ہم نہ رہیں اور تم تم نہ رہو

دل چاہے کہ رشتوں کی حرمت بھی رہے

پر حق کی گھڑی آئے تو ہم خم نہ رہو

رشتوں کی اہمیت سے انکار نہیں ہم کو

پر اپنے اصولوں کا سودا نہ کرو

کبھی وقت بدلتا ہے، لہجے بھی بدلتے ہیں

ایسے میں ضروری ہے کہ ہم کم نہ رہو

ہم نے تو نبھانے کی ہر حد بھی نبھائی

پر خود سے گزر جائیں یہ ہم سے نہ کہو

رشتہ بھی رہے قائم، کردار بھی باقی

انکار بھی آئے تو ہم نرم نہ رہو

ریحانؔ یہی سیکھا ہے وقت کے سفر سے

حق سامنے آجائے تو ہم گم نہ رہو

رشتوں میں اگر فاصلہ بڑھ جائے کبھی

رشتوں میں اگر فاصلہ بڑھ جائے کبھی
خاموشی کا اک شہر سا بس جائے کبھی

باتیں تو بہت ہوتی ہیں خاموشیوں میں
دل کا بھی مگر حال سمجھ آئے کبھی

ہم ساتھ تو ہوتے ہیں مگر دور بہت
یہ کیسا تعلق ہے جو تڑپائے کبھی

وہ شخص جو کل تک تھا دعاؤں میں میری
کیوں آج وہی یاد میں رہ جائے کبھی

اک لمحہ بھی کافی ہے بکھرنے کے لیے
اک عمر بھی کم ہے جو سنبھل جائے کبھی

ہم نے تو نبھانے کی قسم کھائی تھی
وہی عہد کہیں خود ہی مٹ جائے کبھی

یہ وقت بھی کیسا ہے بدلتا ہی رہا
جو اپنا تھا وہ غیر نظر آئے کبھی

ریحانؔ یہی سیکھا ہے ہم نے آخر میں
ہر رشتہ محبت کے بغیر چلتا ہے کبھی

نہ وقت ہے تمہارے پاس

نہ وقت ہے تمہارے پاس، نہ میرے پاس
کہیں باتیں ہیں ان کہی، کہنے کو

کوئی لمحے ملے تو کیا ملا، جب نہ سمجھنے کا وقت
ہے تمہارے پاس، نہ میرے پاس

وقت نے ہمیں ملا ہے، اب حال ہے بے حسی کا
قیمتی تم بھی نہیں، میں بھی نہیں — خاص تو بس رشتہ ہے

ہم اپنی ہی ذات میں ہیں مصروف؟ کیا یہ سچ ہے؟

مکمل تم بھی نہیں، میں بھی نہیں

کبھی شکایت ہے، کبھی الزام ہے، اور اکثر دوری ہے

پر پھر بھی دل میں وہی قیمتی رشتہ ہے

ریحانؔ یہ زندگی بھی عجیب دوکاں ہے

یہاں قیمتی وہی ہے جو وقت کے گزارنے کے بعد احساس ہے

تم میرے نصیب کی وہ تحریر ہو

تم میرے نصیب کی وہ تحریر ہو
جو وقت نے نہیں، رب نے لکھی ہے

میں نے تو بس ہاتھ اٹھائے تھے دعا میں
قبولیت تم بن کر زندگی میں اتری ہے

تمہارے ساتھ سے زندگی میں ٹھہراؤ آیا
ورنہ میں بھی ہجومِ خیال میں کھویا رہتا

تمہاری ایک خاموش مسکراہٹ نے
میرے اندر کے شور کو آہستہ کر دیا

میں ہارا تو تم نے حوصلہ دیا

میں خاموش ہوا تو تم نے سمجھا

میرے ہر مشکل موڑ پر

تم نے بغیر سوال میرا ہاتھ تھاما

یہ محبت شور نہیں کرتی

یہ روزمرہ کی دعاؤں میں بسی ہے

تمہارا ساتھ، تمہاری موجودگی

میرے لیے سب سے بڑی دولت ہے

اگر کبھی الفاظ کم پڑ جائیں

تو جان لینا، احساس باقی ہے

تم میرے ہم سفر نہیں، میرا سکون ہو

اور سکون کی کوئی قیمت نہیں ہوتی

میری زندگی کا پیغام

میری زندگی کا پیغام کچھ خاص نہیں
بس چند سچ ہیں جو وقت نے سکھائے ہیں

ہم نے چاہا بہت کہ سب کو اپنا بنا لیں
مگر لوگ اپنے ہی وقت پر آزمائے ہیں

نہ ہر مسکراہٹ کے پیچھے خوشی ہوتی ہے
یہ بات ہم نے خاموش آنسوؤں سے پائی ہے

ہم نے مانگا نہیں کبھی زیادہ دنیا سے
جو ملا، اسی میں جینا سیکھا ہے

رشتوں کی حقیقت بھی عجیب نکلی

جو دل کے قریب تھے، وہی دور جاتے پائے ہیں

ہم نے وقت کے ساتھ یہ جان لیا

کہ خود کو سنبھالنا ہی اصل کمال ہے

نہ نام کی طلب رہی، نہ شہرت کا شوق

بس دل کا سکون ہی سب سے بڑا سوال ہے

اگر کچھ سیکھا ہے اس سفر میں ریحانؔ

تو یہی کہ سچائی میں ہی اصل جمال ہے

خود سے ملاقات

میری زندگی کا پیغام بس اتنا سا ہے

خود کو پہچان لو، باقی سب فسانہ ہے

تم میرے ہو

تم میرے ہو، یہ دعویٰ نہیں کرتے ہم
دل کی گہرائی سے تمہیں اپنا کہتے ہیں ہم

نہ لفظوں کی ضرورت، نہ وعدوں کی کوئی بات
خاموشی میں بھی تم سے رابطہ رکھتے ہیں ہم

تم ساتھ ہو تو ہر راہ آسان لگتی ہے
ورنہ اس دنیا میں کہاں جیتے ہیں ہم

نہ مانگا تمہیں دنیا سے، نہ چھینا کبھی
بس رب کے فیصلے کو ہی مان لیتے ہیں ہم

یہ تمہاری نظروں کا اثر ہے ہم پر
ورنہ کہاں کسی کو اتنا چاہتے ہیں ہم

یہ عشق بھی عجیب شے کا نام ہے
تم دور بھی رہو تو تمہیں ہی چاہتے ہیں ہم

نہ شرط کوئی رکھی، نہ حساب رکھا کبھی
تمہاری نظروں میں خود کو ڈھونڈتے ہیں ہم

ریحانؔ یہ محبت بھی کیا چیز ہے
انسان سے رب تک راستہ دیکھتے ہیں ہم

زندگی کا ہر لمحہ

زندگی کا ہر لمحہ اک امتحان بھی ہے
اور ہر لمحہ میں چھپا کوئی ارمان بھی ہے

کبھی خوشیوں کی روشنی، کبھی غم کے اندھیرے
یہ سفر ہی تو اصل میں پہچان بھی ہے

ہم نے جینا سیکھا ہے ہر حال میں
یہی درد آخر میں آسان بھی ہے

جو ملا اسے شکر میں ڈھال لیا ہم نے
اسی میں چھپا رب کا احسان بھی ہے

کبھی ٹھہر کے ذرا خود کو بھی دیکھو تو
ہر لمحہ خود سے اک سوال بھی ہے

نہ وقت کو ضائع کرو بے وجہ سوچوں میں
یہی پل کل کا قیمتی نشان بھی ہے

ہم نے مانا کہ راستے کٹھن بہت ہیں
مگر حوصلہ ہو تو یہ آسان بھی ہے

ریحانؔ یہی سیکھا ہے ہم نے جینے کا ہنر
ہر لمحہ رب کی ایک پہچان بھی ہے

زندگی کی مسکان

زندگی کی مسکان بھی عجیب سی ہوتی ہے
کبھی لبوں پہ، کبھی آنکھوں میں چھپی ہوتی ہے

ہم نے دیکھا ہے ہنستے چہروں کے پیچھے بھی
اک خاموش سی اداسی بسی ہوتی ہے

یہ جو لمحے ہیں، انہیں یوں ہی نہ گنوا دینا
انہی میں جینے کی اصل خوشی ہوتی ہے

کبھی تھم کر بھی ذرا خود کو سنبھال لینا
ہر دوڑ کے پیچھے کوئی کمی ہوتی ہے

ہم نے سیکھا ہے اندھیروں میں بھی مسکرانا
اسی میں زندگی کی اصل روشنی ہوتی ہے

نہ ہر خوشی کا اظہار ضروری ہوتا ہے
کچھ مسکراہٹیں بھی دعا بنی ہوتی ہیں

جو دل سے نکلے وہی مسکان سچی ہے
ورنہ دنیا میں تو ہر ادا سجی ہوتی ہے

ریحانؔ یہ مسکان بھی رب کی نعمت ہے
جو مل جائے تو زندگی سنورتی ہوتی ہے

حصہ سوم: سفرِ بندگی سے روشنی تک: طاقتِ دعا

سودائے ایمان

مدینے کی گلی میں ایک چراغ سا دل تھا
یہودی گھر کا بیٹا تھا مگر قسمت کا گل تھا

نظر جب جا کے ٹھہری رحمتِ عالم ﷺ کے چہرے پر
وہ لمحہ اُس کی ہستی کے لیے آغازِ کل تھا

چپ چاپ آ کے بیٹھا وہ درِ خیرالوریٰ ﷺ پر
نہ کچھ کہتا، نہ سنتا، بس دل میں ہلچل تھی

پھر ایک دن وہ بسترِ بیماری پہ جا ٹھہرا
بدن کمزور لیکن دل میں اک روشن سی محفل تھی

خبر پہنچی تو سرکارِ دو عالم ﷺ خود چلے آئے
یہ شانِ رحمت ایسی تھی، یہی سچی دلیل تھی

سرہانے بیٹھ کر فرمایا نرمی سے بس اتنا:
"بیٹا، کہہ دو کلمہ" — فضا میں نور کی منزل تھی

نگاہیں باپ کی جانب، اجازت کی سی جنبش
زباں نے جب ادا کیا، وہ گھڑی کتنی کامل تھی

"محمدٌ رسولُ اللہ ﷺ" لبوں سے جب صدا نکلی
زمیں خاموش تھی لیکن فلک پر جشنِ حاصل تھی

قدم باہر جو رکھے تو فرمایا حمدِ باری میں

"بچا لیا اُسے رب نے" —یہی رحمت کی محفل تھی

یہ سودا تھا نہیں دنیا کے بازاروں کا اے دل

یہ تو اک دل کا سودا تھا، جو رب کی جانب مائل تھی

قبر میں بھی ہو امیدِ شفاعت اُنؐ کی

اللہ کی رحمت سے کھل جائے نجات کا در

ریحان! کیا خوب ہو وہ ساعتِ آخر تیری

لب پر ہو درود اور باطن میں روضۂ اطہر

اے ربِ کریم ! میں گناہگار سہی

نسبتِ مصطفیٰ ﷺ سے میری بخشش فرما

📖 حوالہ:

یہ واقعہ صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب عیادة المشرک (حدیث 1356 — بعض طبعات میں نمبر مختلف) میں موجود ہے۔

میں نے مانگا تھا سکون

میں نے مانگا تھا سکون، مل گئی تنہائی
شاید یہی میری دعا کا جواب تھا

جو شخص مانگا تھا ہر سجدے میں
وہی دوری کا سبب بن کر نصاب تھا

میں نے سوچا تھا کہ مل جائے گی راحت
مگر صبر کا درس ہی انتخاب تھا

کبھی دیر بھی رحمت ہی ہوتی ہے
یہ سمجھنے میں برسوں کا عذاب تھا

میں ٹوٹا تو معلوم ہوا آخر

میرا جھک جانا ہی اصل جواب تھا

اے رب، تو نے خالی نہیں لوٹایا

ہر انکار میں بھی کوئی حساب تھا

دعا کا جواب

دعا کا جواب بھی عجیب انداز میں ملتا ہے
کبھی مانگی ہوئی چیز، کبھی صبر میں ملتا ہے

ہم نے چاہا تھا جو، وہ فوراً نہ ملا ہم کو
مگر جو ملا، وہ بہتر حساب میں ملتا ہے

کبھی تاخیر بھی رحمت کا ایک حصہ ہوتی ہے
ہر سوال کا جواب وقت کے باب میں ملتا ہے

ہم نے آنسوؤں میں بھی مانگا ہے رب سے بہت کچھ
وہی اشک کبھی سکون کے خواب میں ملتا ہے

نہ ہر دعا کا اثر فوراً ظاہر ہوتا ہے

کچھ کرم خاموشی کے حجاب میں ملتا ہے

ہم نے چھوڑ دیا جب ہر معاملہ اس پر

تب ہی دل کو سکون بے حساب میں ملتا ہے

یہ زندگی بھی دعا اور جواب کا سلسلہ ہے

ہر موڑ پر کوئی سبق نصاب میں ملتا ہے

ریحانؔ یہ راز ہم نے وقت سے سیکھا ہے

جو رب پہ چھوڑ دے، اسے بہترین جواب ملتا ہے

پسِ خودی

پسِ خودی جو دیکھا تو کچھ اور ہی جہاں نکلا
میں تھا جہاں کھڑا، وہی میرا امتحان نکلا

ہمیں غرور تھا اپنی پہچان پر بہت
خودی کا پردہ اٹھا تو سب بے نشان نکلا

میں ڈھونڈتا رہا خود کو آئینوں کے بیچ
مگر جو ملا، وہ خاموش اک ارمان نکلا

یہ "میں" ہی تو تھا جو راستہ روکے کھڑا رہا
اسے ہٹایا تو ہر سو آسان نکلا

ہم نے سمجھا تھا یہی خودی سب کچھ ہے
مگر اس کے پیچھے ہی اصل رازِ جان نکلا

نہ نام کی طلب رہی، نہ شہرت کا کوئی شوق
جب خود سے گزرے تو سکون بے گمان نکلا

یہ کیسا سفر تھا جو اندر ہی اندر طے ہوا
نہ قدم چلے، نہ کوئی کاروان نکلا

ریحانؔ یہی سیکھا ہے اہلِ دل سے ہم نے
جو خود کو مٹا دے، وہی اصل میں جوان نکلا

رب کی رحمت

رب کی رحمت کا کوئی کنارا نہیں ہوتا

جو ڈوب جائے اس میں، وہ ہارا نہیں ہوتا

ہم نے مانگا تھا بہت کچھ اپنے حساب سے

مگر جو ملا، وہ کبھی خسارا نہیں ہوتا

یہ جو تاخیر ہے دعاؤں کے جواب میں

اس میں بھی کوئی راز ہمارا نہیں ہوتا

گناہوں کا بوجھ لے کر بھی جو جھک جائے

اس در سے کوئی خالی دوبارہ نہیں ہوتا

کبھی آنسو بھی عبادت کا روپ لے لیتے ہیں
ہر درد یوں ہی بے سہارا نہیں ہوتا

ہم نے چھوڑ دیا جب ہر معاملہ اس پر
پھر دل کو کوئی خوف گوارا نہیں ہوتا

یہ دنیا بھی اک امتحان کی گھڑی ہے ریحانؔ
یہاں ہر مسافر کا ٹھکانہ نہیں ہوتا

تدبیر کے سائے میں

تدبیر کے سائے میں بھی تقدیر چلتی ہے
انسان کی چاہت سے سب ہی راہ بدلتی ہے

ہم سوچ کے دھاگوں میں الجھتے ہی رہتے ہیں
ہماری تدبیر خاموشی سے تقدیر بدل دیتی ہے

ہم نے تو سنبھالے ہیں فقط اپنے ارادے
پر بات وہی ہوتی ہے جو رب کو بھاتی ہے

کوشش کی حدوں تک تو ہمیں جانا ہی ہوگا
پھر ہاتھ اٹھا دینا ہی اصل بندگی ہوتی ہے

کبھی راستے بنتے ہیں ہماری ہی تدبیر سے
کبھی ایک خطا سب محنت پہ بھاری پڑتی ہے

ہم جیت بھی جائیں تو یہ مغرور نہ ہونا
ہر فتح کے پیچھے بھی کوئی حکمت چھپی ہوتی ہے

وہ وقت بھی آتا ہے جب سب کچھ ہو کے بھی
انسان کے ہاتھوں سے ہر شے پھسلتی ہے

ریحانؔ یہ دنیا ہے سبب اور سبب کا کھیل
پر اصل میں ہر بات اسی رب سے نکلتی ہے

دعا کا دروازہ

دعا کا دروازہ کبھی بند نہیں ہوتا
یہ وہ راستہ ہے جو کہیں گم نہیں ہوتا

ہم مانگتے ہیں اپنے ہی انداز میں اکثر
وہ دیتا ہے جیسے کوئی سوچ بھی نہیں سکتا

دیر لگے قبولیت میں تو یہ مت سمجھ لینا
ہر فیصلہ بس لمحوں کا پابند نہیں ہوتا

ہم اشک بہاتے ہیں تو دل ہلکا سا ہوتا ہے
یہ درد بھی ویسے تو بے سبب نہیں ہوتا

جاگتی آنکھوں کے خوابوں کی تعبیر برا ہوتی ہے
ان کا پورا ہونا میں وقت لازم نہیں ہوتا

وہ سنتا ہے خاموش صدا دل کی بھی اکثر
ہر حرف کا لب پر آنا ضروری نہیں ہوتا

ہم ہاتھ اٹھاتے ہیں تو خالی نہیں لوٹتے
یہ اور بات ہے فوراً اثر ظاہر نہیں ہوتا

ریحانؔ یہی سیکھا ہے ہم نے دعا سے
جو رب پہ چھوڑ دے وہ کبھی کم نہیں ہوتا

خواب اور حقیقت

خواب وہ تھا جو مرے دل کی ضرورت نکلا
وقت آیا تو وہی خواب حقیقت نکلا

ہم نے مانگا تھا جسے رب سے دعاؤں میں کبھی
صبر کے بعد وہی رزقِ عنایت نکلا

راستے سخت تھے، حالات بھی دشمن جیسے
چلتے چلتے یہی مشکل بھی سہولت نکلا

لوگ کہتے تھے یہ بس خواب ہے حاصل کیا ہے
وقت آیا تو وہی خواب حقیقت نکلا

ہم نے ہمت کو بنایا تھا سفر کا ساتھی
پھر یہی حوصلہ منزل کی علامت نکلا

ریحانؔ خواب اگر نیت سے جڑا ہو سچا
اک دن اُس خواب سے روشن ہی حقیقت نکلا

میں ہارا نہیں ہوں

میں پُرسکون بھی ہوں، تھکا ہوا بھی ہوں
مگر میں زندگی میں ہارا نہیں ہوں

ہوا کے رخ نے بہت بار آزمایا ہے
میں جلتا چراغ ہوں، بجھا ہوا نہیں ہوں

قدم ضرور رکے ہیں کچھ دیر کے لیے
مگر میں راستوں سے جدا نہیں ہوں

کبھی دل ٹوٹا تو سجدے میں رکھ دیا
میں اپنے رب سے خفا نہیں ہوں

یہ زخم وقت نے دیے ہیں تربیت کے لیے
میں ٹوٹ کر بھی بکھرا نہیں ہوں

اے رب، بس اتنا کرم اور عطا کر دے
میں جھک تو جاؤں، مگر جھکا نہیں ہوں

ریحان، یہ سفر ابھی باقی ہے
میں تھک گیا ہوں، مگر رکا نہیں ہوں

زمین

زمین خاموش سہی، سب کچھ سنا دیتی ہے
یہ اپنے سینے میں ہر راز چھپا لیتی ہے

ہمیں غرور ہے اپنے بلند ہونے کا
یہی زمین ہمارے غرور کو مٹی میں ملا دیتی ہے

یہی یہ ہنسی، یہی آنسو، یہی سب قصے
یہی زمین سب کو آخر سلا دیتی ہے

ہم اس پہ چلتے ہیں جیسے یہ ہماری ہو
مگر یہی ہمیں جینے کا سلیقہ دیتی ہے

کبھی سکون کی چادر، کبھی آزمائش بھی
یہی زمین ہمیں جینا سکھا دیتی ہے

جو خود کو سمجھتے ہیں سب سے جدا یہاں
یہی زمین انہیں اپنی حقیقت دکھا دیتی ہے

نہ تخت باقی رہے، نہ کوئی تاج یہاں
یہی زمین سب نشاں مٹا دیتی ہے

ریحانؔ یہی سیکھا ہے ہم نے اس دنیا سے
زمین جتنی سادہ ہو، اتنا سکون دیتی ہے

جب ہم سب کی اصل خاک ہی ہے

جب ہم سب کی اصل خاک ہی ہے
پھر سوچوں میں انا اور میں کیوں

یہ سانس بھی امانت ہے رب کی
دل میں اتنا گمان پھر کیوں

آئے تھے خالی ہاتھ جہاں میں
دل میں اتنا سامان پھر کیوں

کل مٹی میں مل جانا ہے
پھر اتنا شورِ جہاں کیوں

جو سر جھک جائے سجدے میں

اس دل میں کوئی طوفان کیوں

ہم سب مسافر ہیں لمحوں کے

پھر رنج و غم کی پہچان کیوں

ریحانؔ جب سب کچھ فانی ہے

دل میں اتنا گمان پھر کیوں

اندھیرے سے اجالا

اندھیرے سے ہی آخر اک اجالا نکلتا ہے
ہر اک رات کے دامن سے سویرا نکلتا ہے

ہمیں لگتا ہے بس چھا جائے گا سایہ ہر سو
مگر اسی سائے سے ہی راستہ نکلتا ہے

جو ٹوٹے ہیں وہی مضبوط بن جاتے ہیں اکثر
ہر اک زخم کے اندر سے حوصلہ نکلتا ہے

یہ دنیا آزمائش ہے، بس اتنی سی بات ہے
یہاں ہر درد کے پیچھے کوئی سبق نکلتا ہے

کبھی رکنا، کبھی گرنا، کبھی پھر سنبھل جانا
اسی ٹھوکر سے انسان کا راستہ نکلتا ہے

ہمیں مایوس نہ ہونا سکھاتی ہے یہ زندگی
کہ ہر بند در سے بھی کوئی در کھلتا ہے

جو رب کی ذات پر اپنی محنت چھوڑ دے
اسی کے حق میں آخر فیصلہ نکلتا ہے

ریحانؔ یہ اندھیرا بھی زیادہ دیر نہیں رہتا
اسی کی گود سے اک دن اجالا نکلتا ہے

خوشبو اور خلا

کچھ پھولوں سے یاری ہماری بھی ہے

مگر دل میں اک اداسی بھاری بھی ہے

یہ مانا کہ دنیا میں خوشبو بہت

مگر سانس میں گردِ بازاری بھی ہے

ہمیں بھی ملا ہے چمکتا ہوا دن

مگر رات سے نسبت ہماری بھی ہے

کسی نے سمجھا نہیں حالِ دل

یہ خاموشی اپنی مجبوری بھی ہے

ہمیں مسکرانا بھی آتا ہے دوست
مگر آنکھ میں نمی ساری بھی ہے

جو ٹوٹے تو آواز کم ہی ہوئی
یہ عادت بھی کتنی سنجیدگی والی بھی ہے

اے رب، اگر تُو ساتھ ہے میرے
تو ہار میں بھی کچھ خودداری بھی ہے

ریحان، ہم خالی نہیں بالکل
کچھ پھولوں سے یاری ہماری بھی ہے

سفرِ بندگی سے روشنی تک

سفرِ بندگی سے ہی روشنی کا راستہ نکلا
جھکا جو سر تو دل میں اک نیا دیا نکلا

ہمیں گمان تھا ہم خود ہی سب سنبھال لیں گے
مگر جو چھوڑ دیا، وہی مسئلہ نکلا

قدم قدم پہ انا نے ہمیں روکے رکھا
جو خود سے گزرے تو ہر راستہ نکلا

ہم اپنے حال پہ اکثر ہی ناز کرتے تھے
مگر جو دیکھا تو سب اک فسانہ نکلا

یہ سجدہ ہی تھا جس نے ہمیں سنبھالا ہے
یہی سے دل کا اندھیرا ابھی جا نکلا

ہمیں تلاش تھی دنیا میں روشنی کی بہت
مگر وہ نور تو اپنے ہی دل میں جا نکلا

نہ نام کی طلب رہی، نہ کوئی خواہش باقی
جو رب ملا تو ہر اک مدعا نکل گیا

ریحانؔ یہی سیکھا ہے اس سفر سے ہم نے
جو بندگی میں ڈوبا، وہی روشنی تک نکلا

اے دل میرے سن

اے دل میرے سن ذرا

ہر مشکل کے بعد اک نیا راستہ نکلتا ہے

راستہ کٹھن ہو تو ہونے دو

اسی میں انسان کا اصل جوہر نکلتا ہے

ہم نے دعا میں رب سے صبر مانگا ہے

ہر درد سے کوئی نہ کوئی سبق نکلتا ہے

یہ زندگی آزمائشوں کا نام سہی

مگر اندھیرے سے بھی آخر سحر نکلتا ہے

ہم نے رب پر چھوڑ دیا اپنا ہر معاملہ

وہ چاہے تو کانٹوں میں سے بھی گل نکلتا ہے

مشکل اگر مسلسل دروازہ کھٹکھٹائے

دل میں ہو سچائی تو راستہ نکلتا ہے

ریحانؔ ہم نے ہار ماننا سیکھا ہی نہیں

دعاؤں اور تدبیروں سے حل نکلتا ہے

نور کی تلاش

نور کی تلاش میں در بدر پھرے ہم
اپنے ہی دل میں تھا مگر خبر نہ ہوئے ہم

چراغ ڈھونڈتے رہے زمانے کی گلیوں میں
اپنی ہی ذات میں تھے روشن مگر نہ ہوئے ہم

ہمیں یقین تھا کہ روشنی کہیں اور ہے
مگر حقیقت کے قریب آکر بکھر گئے ہم

یہ کیسا سفر تھا کہ خود سے ہی دور ہوتے گئے
ہر قدم پہ اپنے ہی سائے سے ڈر گئے ہم

کبھی سجدوں میں سکون کی جھلک سی ملی
تو سمجھ آئے کہ کیوں اتنے بے خبر رہے ہم

خود سے ملاقات

وہ نور جسے ہم باہر تلاش کرتے رہے
وہی دل کے آئینے میں چھپا رہے ہم

جب انا کے پردے کو ہٹایا تو معلوم ہوا
کہ اپنے رب سے کتنے دور کھڑے ہم

ریحانؔ یہی راز آخر کھل ہی گیا
نور پاس تھا، بس خود سے ہی دور رہے ہم

راہِ تلاش

راہِ تلاش میں ہی عمر گزرتی رہی
منزل کی چاہ میں ہر راہ بدلتی رہی

ہم ڈھونڈتے رہے جواب زمانے بھر میں
اور بات دل کی خاموشی میں پلتی رہی

کبھی قریب لگے، کبھی دور بہت وہ
یہ جستجو بھی عجیب سی چلتی رہی

ہم نے سمجھا تھا کہ مل جائے گا سب کچھ
مگر ہر حاصل کے بعد پیاس بڑھتی رہی

یہ کیسا سفر تھا نہ ٹھہراؤ ملا کہیں
قدم تو رکے مگر سوچ مچلتی رہی

کبھی خود سے ملا تو کچھ سکون سا آیا
ورنہ دنیا میں تو ہر شے کھلتی رہی

یہ راہِ تلاش بھی کیا راہ ہے ریحانؔ
چلتے رہے مگر حقیقت سنورتی رہی

اختتامیہ

یہ سفر لفظوں کا نہیں تھا،
یہ ایک احساس تھا جو دل سے شروع ہو کر دل تک ہی پہنچا ہے۔

ان صفحات میں جو کچھ لکھا گیا، وہ محض خیالات نہیں
بلکہ ایک ایسے انسان کی جھلک ہے
جو خود کو سمجھنے، سنوارنے اور پہچاننے کی کوشش میں رہا۔

یہ کتاب کسی انجام کی کہانی نہیں
بلکہ ایک ایسے سفر کی علامت ہے
جو ہر انسان اپنی زندگی میں کسی نہ کسی لمحے طے کرتا ہے۔

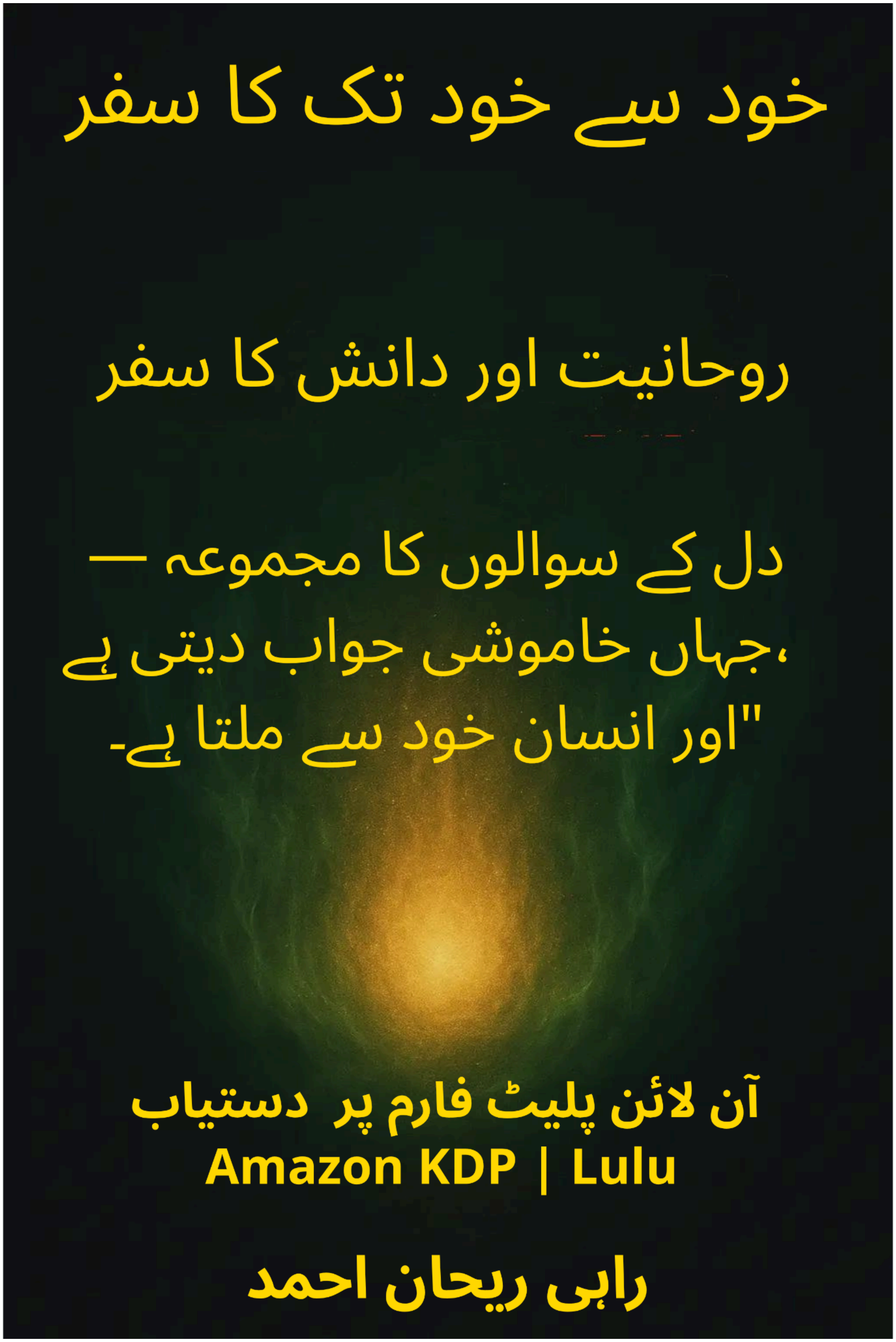
کبھی ہم خود سے دور ہو جاتے ہیں
اور کبھی اسی دوری میں خود کو پا لیتے ہیں۔
یہی وہ لمحہ ہوتا ہے
جہاں خاموشی بولتی ہے
اور انسان اپنی اصل سے آشنا ہوتا ہے۔

اگر ان لفظوں میں آپ کو اپنا عکس نظر آئے
تو سمجھ لے کہ یہ سفر آپ کا بھی ہے۔
اور اگر کوئی سوال دل میں جاگے
تو یہی اس کتاب کی کامیابی ہے۔

کیونکہ اصل مقصد جواب دینا نہیں
بلکہ انسان کو خود سے سوال کرنے پر آمادہ کرنا ہے۔

آخر میں بس اتنا کہنا ہے
کہ یہ سفر یہاں ختم نہیں ہوتا—
یہ تو بس ایک آغاز ہے۔

ایک راہی
ریحانؔ احمد
اگر تم خود سے مل گئے
تو یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔



خود سے خود تک کا سفر
روحانیت اور دانش کا سفر
دل کے سوالوں کا مجموعہ —
جہاں خاموشی جواب دیتی ہے،
"اور انسان خود سے ملتا ہے۔
آن لائن پلیٹ فارم پر دستیاب
Amazon KDP | Lulu
راہی ریحان احمد